# ذکر الٰہی کے مضمون کو سمجھ کر خدا تعالیٰ کی حمد کریں۔ اگر نماز میں لذت پیدا کرنی ہے تو نماز سے باہر ذکر الٰہی کا سلیقہ سیکھیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍دسمبر ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۶﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۷﴾ (بنی اسرائیل: ۴۵ تا ۴۷)

پھر فرمایا:

یہ تین آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۂ اسراء جس کا دوسرا نام بنی اسرائیل بھی ہے اُس سے لی گئی ہیں۔ آیت نمبر ۴۵، ۴۶ اور ۴۷۔ اگر بسم اللہ شامل کر لی جائے جیسا کہ ہمارے ہاں رواج ہے اور قرآن کریم میں بسم اللہ کا نمبر شامل کیا جاتا ہے تو پھر یہی ہے۔ بسم اللہ کے بغیر ۴۴، ۴۵ اور ۴۶ نمبر ہوگا۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں سات آسمان اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے اور فی الحقیقت کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی تسبیح نہ کر رہی ہو لیکن تم لوگ ان تسبیحوں کو سمجھتے نہیں۔ یعنی زندہ چیزیں بھی اور بظاہر مردہ نظر آنے والی چیزیں بھی جو کچھ بھی کائنات میں آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے لیکن تم اُسے سمجھ نہیں سکتے۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ یقیناً وہ یعنی اللہ تعالیٰ بہت ہی بردبار اور بہت ہی مغفرت کا سلوک فرمانے والا ہے۔ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ اے محمدؐ! مخاطب کا نام تو نہیں لیا گیا لیکن مخاطب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی فرمایا گیا ہے۔ کہ اے محمدؐ! تو جب قرآن کی تلاوت کرتا ہے ہم تیرے درمیان اور اُن لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک ایسا پردہ وارد کر دیتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتا۔ یعنی مخفی پردہ ہے۔ دیکھنے میں کوئی پردہ نہیں لیکن فی الحقیقت وہ پردہ ہے۔ وہ تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ اور ہم اُن کے دلوں پر طرح طرح کے پردے ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اُن پردوں کی وجہ سے سمجھ نہیں سکتے یا اس غرض سے پردے ڈال دیتے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ نہ سکیں اور اُن کے کانوں میں بوجھ ہے۔ یعنی اوّل تو آواز ہی دلوں تک نہیں پہنچتی کیونکہ کان ہی اُس آواز کو ردّ کر دیتے ہیں اور جو آواز دلوں تک پہنچتی ہے، دل پردوں میں ملفوف ہیں، لپٹے ہوئے ہیں اور ایک نہیں کئی قسم کے پردے ایسے ہیں جنہوں نے دلوں کو حق کی بات سمجھنے سے محروم کر رکھا ہے اور جب بھی تو قرآن کریم میں اپنے ربّ کو اُس کی توحید کے ساتھ، ایک خدا کے طور پر پیش کرتا ہے یا اُس کا ذکر کرتا ہے تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر نفرت کے ساتھ مُنہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔

گزشتہ خطبے میں میں نے نماز میں لذت پیدا کرنے کا ایک طریق یہ بیان کیا تھا کہ سورۂ فاتحہ کے مضمون کو خوب غور سے پڑھیں اور حمد کے لفظ میں ساری لذّتوں کی کنجی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی حمد اس طرح کی جائے کہ انسان کا دماغ ان لفظوں کے ساتھ مل جائے، وابستہ ہو جائے جو سورۂ فاتحہ میں ادا کئے جاتے ہیں اور سوچ سوچ کر حمد کو مختلف پہلوؤں سے خدا تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کرتا چلا جائے اور اُس کی صفات کو حمد کی روشنی میں سمجھے تو ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ مضامین کا ہے جو انسان پر روشن ہوتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ حمد کرنے میں کائنات کی ہر چیز

شامل ہے۔ صرف جانداروں ہی کا ذکر نہیں فرمایا گیا بلکہ ہر وہ چیز جو آسمانوں میں یا زمین میں ظاہر یا مخفی طور پر موجود ہے وہ سب خدا تعالیٰ کی حمد کر رہی ہوتی ہے۔ فرمایا: لیکن تم اُس کو سمجھتے نہیں ہو۔

اس ضمن میں میں چند اور پہلوؤں سے احبابِ جماعت پر حمد کو سمجھنے کا اور اس کو اپنانے کا طریق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا تو یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ آفاق پر غور کرنے سے انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی سے شناسائی ہوتی ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اپنے نفس پر غور کرنے سے انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناسائی ہوتی ہے۔ آفاق میں بھی خدا کے نشان ملتے ہیں اور اپنے وجود میں بھی خدا تعالیٰ کے نشان ملتے ہیں۔ آفاقی لحاظ سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا طریق قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اُس کے زمین و آسمان کی اور جو کچھ اُن دونوں میں ہے اُن کی تخلیق پر غور کریں۔ جیسا کہ فرمایا اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران: ۱۹۲) یعنی لِّاُولِی الْاَلْبَابِ وہ لوگ جو صاحبِ عقل ہیں، جو خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اپنے پہلوؤں پر کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے ہر حالت میں وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور ان کی یاد محض ایک خیالی اور فرضی یاد نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور کرنے کے نتیجے میں اُس سے مدد حاصل کر کے ان کی یاد میں بہت گہرائی پیدا ہو جاتی ہے اور غیر معمولی لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرنا اور دن اور رات کے بدلنے پر غور کرنا ذکرِ الٰہی کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر صاحبِ عقل ہو، تم صاحبِ ہوش ہو تو ہم تمہیں یہ طریق بتاتے ہیں کہ ہمیں یاد کرنے کے لئے ہماری تخلیق پر غور کیا کرو اور جب تم ہماری تخلیق پر غور کرو گے تو ہم سے اس طرح تمہاری شناسائی ہو جائے گی، ایسا گہرا تعلق پیدا ہو جائے گا کہ عاشق کی طرح تم خود بخود ہمیں یاد کرنے لگو گے اور پھر دن رات یاد کرو گے لیٹے ہوئے اپنے پہلوؤں پر اُس وقت بھی ہمیں یاد کرو گے اور اُٹھتے، چلتے پھرتے، بیٹھتے گویا کہ ہر حالت میں ہم تمہیں یاد رہیں گے یہ طریق ہمیں سمجھایا گیا اور جہاں غور کرنے کے لئے نصیحت فرمائی وہاں یہ بھی ساتھ بتا دیا کہ تم اکیلے نہیں ہو حمد میں۔ جن چیزوں پر تم غور کر کے اُن سے مدد لیتے ہوئے ہمیں یاد کرتے ہو، ہر وہ چیز جس پر تم غور کرو گے وہ خود ہماری یاد میں مصروف ہے اور ہماری یاد میں محو ہے اور ہماری تسبیح کر رہی ہے۔ یاد کرنے والوں کا یہ مضمون اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ ساری کائنات کا ذرّہ ذرّہ

اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول اور محو دکھائی دیتا ہے لیکن اُس کے باوجود انسان جسے سب سے زیادہ عقل دی گئی ہے، سب سے زیادہ ناسمجھ ہے۔ لَّا تَفْقَهُوْنَ تم اُن کی تسبیح کو سمجھتے ہی نہیں۔ کیسا تم غور کررہے ہو کہ نہ خدا تعالیٰ کی کائنات پہ غور کر کے خدا کی یاد تمہارے دل میں پیدا ہوتی ہے نہ جن چیزوں پر غور کرتے ہو یہ سمجھ سکتے ہو کہ وہ کیوں ان باتوں میں مصروف ہیں جو تمہیں دکھائی تو دیتی ہیں مگر سمجھ نہیں آتی۔

اس کے بعد اگلی آیت کا تعلق بظاہر اس مضمون سے نہیں لیکن فی الحقیقت اسی سے ہے اور اسی کی اگلی کڑی ہے لیکن وہ میں بعد میں بیان کروں گا۔ اب میں اس مضمون کے پہلے حصّے کو ذرا زیادہ کھول کر بیان کرتا ہوں۔ انگلستان میں آجکل بدھ کے روز رات کو جو زندگی کی مختلف شکلیں ہیں اُن سے متعلق David Attenbrough کی فلمیں دکھائی جارہی ہیں۔ David Attenbrough ایک بیالوجسٹ ہے جو اس فن میں غالباً آج تمام دنیا کے زندہ لوگوں میں سب سے زیادہ ماہر ہے کہ مختلف جانوروں کی زندگی کے حالات کو فلمائے یعنی ویڈیو کے ذریعے اور پھر اُن کی ایسی حالتوں میں اُن کو پکڑ لے جو عام طور پر نظر سے اُوجھل رہتی ہیں اور اس طریق پر پھر پیش کرے کہ جس کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز منظّم زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے اُبھرتا ہے اور مختلف پہلوؤں کو وہ لیتا ہے اور اُن پہلوؤں سے تعلق رکھنے والے مختلف جانوروں کی فلمیں پھر اکٹھی کر دیتا ہے اور ایک وسیع نظر میں آپ کو کسی زندگی کے ایک پہلو پر مختلف جانوروں کی قدرِ اشتراک دکھائی دینے لگتی ہے۔ اس کی مثال میں آپ کو دوں گا تو پھر بات آپ کو سمجھ میں آجائے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور کیا ہے اور بہت سے گہرے رازوں سے پردے اُٹھائے ہیں مگر کم اُن میں سے وہ خوش نصیب ہیں جو اس کے نتیجے میں ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ ان چیزوں کو دیکھ تو رہے ہیں لیکن اُن پر یہ آیت صادق آتی ہے کہ تم سمجھتے نہیں اُن کی تسبیح کو کیونکہ تمہارا اپنا مزاج تسبیح کا نہیں ہے۔ نہ تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کیا حرکتیں کر رہے ہیں اور کیوں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور کیسے تسبیح کرتے ہیں۔ نہ تمہارا اپنا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہ تو حیرت انگیز خدا تعالیٰ کی تخلیق کے کرشمے ہیں۔ جس طرح ایک مصور کے شاہکار کو دیکھ کر ذہن وہیں نہیں اٹکا رہتا بلکہ مصور کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اُس کی تعریف کی طرف دل مائل ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی نتیجہ کائنات پر غور کرنے کا نکلنا چاہئے تھا اور جب بھی خدا تعالیٰ کی نئی نئی صنعتیں اور حیرت انگیز تخلیق کے کارنامے ہمارے سامنے آتے اُسی حد تک، اُسی شناسائی کے

معیار کے مطابق ہمیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم دیکھتے تو ہو لیکن تم سمجھتے نہیں ہو۔

یہ بڑا دلچسپ مضمون ہے اگر چہ مجھے اتنا وقت نہیں ملتا کہ میں اس قسم کی فلمیں سب دیکھ سکوں۔ بعض دیکھ لیتا ہوں اور بعض کے متعلق ہمارے عبدالباقی ارشد صاحب کا بیٹا نبیل ہے اُس کو میں کہہ دیتا ہوں وہ میرے لئے تیار کر لیتا ہے۔ ریکارڈ کر کے پھر مجھے بعد میں بھجوا دیتا ہے اور بہت سی میں نے ربوہ اس غرض سے بھی بھجوائیں کہ وہاں کی نئی نسلوں میں وہ فلمی گانوں کے شوق اور بیہودہ فلمیں دیکھنے کے شوق پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ یہ کچھ دیکھیں جن کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے، جن کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے کہ ان چیزوں کو دیکھو، ان پر غور کرو اور پھر تمہیں خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑے گی از خود تمہارے دل میں خدا کی محبت موجیں مارنے لگے گی اور بے اختیار ذکر میں اُتر جاؤ گے اور تسبیح از خود، خود رَو چشموں کی طرح تمہارے دل سے پھوٹنے لگے گی مگر چند بھجوائی ہوں گی مگر بہت سی ایسی ہیں میرا خیال ہے کہ انشاء اللہ اور بھی اکٹھی کر کے وہاں بھی بھجوائی جائیں اور باقی افریقہ وغیرہ کے ممالک میں بھی ایسی فلمیں بھجوائی جانی چاہئیں اور **بچپن ہی سے بچوں کو دکھا کر اُن کے مضامین سے اُن کو شناسائی کروانی چاہئے۔**

اب میں آپ کے سامنے مثالیں رکھتا ہوں کہ کس طرح یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طور پر صلاحیتیں عطا کیا گیا ہے اور نہایت ہی اعلیٰ طریق پر یہ ان مضامین کو ہم سے روشناس کرواتا ہے جبکہ کسی اور سائنسدان کو میں نے اس حکمت اور عقل اور گہرائی کے ساتھ ایسی فلمیں بناتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مضمون ہے آپس میں جانور ایک دوسرے سے کس طرح اپنے مطالب بیان کرتے ہیں، کس طرح ایک دوسرے سے رابطے پیدا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں اُس نے مختلف ذرائع کو خصوصیت سے اختیار کیا اور پھر ایک ایک ذریعے سے تعلق رکھنے والے مختلف جانوروں کی مثالیں پیش کر کے یہ مضمون کھول کر سامنے رکھا اُس وقت صاف دکھائی دینے لگتا ہے کہ ایک حیرت انگیز خلاق عظیم ہے جس نے باقاعدہ ایک نظام کے تابع یہ حیرت انگیز کائنات پیدا فرمائی ہے یہ اتفاقات کا حادثہ نہیں ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر روشنی کے ذریعے جانور ایک دوسرے سے رابطے پیدا کرتے ہیں۔ وہ دکھاتا ہے کہ کس طرح جگنو جو چمکتے ہیں، ہم لوگ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں بچے بھی

ان سے کھیلتے ہیں، دلچسپی لیتے ہیں یہ کہ اتفاقاً یہاں اس کے اندر کوئی روشنی کا مادہ پیدا ہو گیا ہے جو خود بخود جلتا بجھتا رہتا ہے اور وہی اُس کا مقصد ہے۔لیکن قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب وہ غور کرتے ہیں تو بے اختیار اُن کے دل سے یہ بات نکلتی ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اے خدا! تو نے یہ چیزیں باطل اور بے مقصد پیدا نہیں فرمائیں۔تو یہی بات کہ ”باطل نہیں پیدا فرمائی“ یہاں تک تو دنیا کے سائنسدان پہنچنے لگے ہیں۔خدا کرے اُس سے اگلا قدم بھی وہ اُٹھا لیں فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک بھی پہنچ جائیں اور ذکر الٰہی میں بھی مشغول ہو جائیں۔ہوسکتا ہے کچھ ہوں بھی لیکن اکثریت بدنصیبی سے اس سے محروم ہے۔تو روشنی سے جو پیغام رسانی کی جاتی ہے اُس کے متعلق اُس نے مختلف ملکوں میں، مختلف موسموں میں جگنوؤں کا پیچھا کیا اور اُن کی فلمیں بنائیں اور پھر اُن کے پیغامات پر غور کر کے اُن کو سمجھا۔اس حد تک اُن کو سمجھا کہ سائنسی لحاظ سے پھر وہ ثابت بھی کرسکتا ہے کہ جو نتیجہ میں نکال رہا ہوں یہ درست ہے۔

جہاں تک پیغامات کا تعلق ہے ان سائنسدانوں کی نظر صرف یہاں تک پہنچتی ہے کہ نر کا پیغام مادہ کو کس طرح پہنچتا ہے، مادہ کا پیغام نر کو کس طرح پہنچتا ہے لیکن David Attenbrough آگے بھی ایک قدم بڑھا چکا ہے اور یہ باتیں کہنے کے بعد جو عام طور پر سائنسدان کہتے ہیں وہ کچھ مثالیں ایسی بھی پیش کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اتنی سی بات نہیں ہے اور بھی بہت سی باتیں ہیں، اور بھی بہت کچھ یہ ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں اور باقاعدہ ان کی ایک روشنیوں کی زبان ہے۔ چنانچہ جگنوؤں کی پیروی میں وہ ملائشیا بھی گیا اور وہاں اُس نے ایسے ایسے عظیم مناظر دیکھے کہ جن کو دیکھ کر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جاتا ہے۔ایک بہت بڑے درخت پر لکھوکھہا جگنو بھی ہوسکتے ہیں۔اتنے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتے پتے پر ایک جگنو ہے اور وہ سارے کے سارے ایک ہم آہنگی کے ساتھ جس طرح تال پر سُر چلتے ہیں اُس طرح ایک نغمگی کے ساتھ اکٹھے بجھتے ہیں اور اکٹھے جلتے ہیں اور اُن کے درمیان کوئی فرق نہیں جیسے ایک دل ڈھرک رہا ہو، جیسے نبض چلتی ہو اُس طرح وہ سارے ایک دم جلتے ہیں اور ایک دم بجھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ ہم نے امریکہ میں بھی دیکھے وہاں اکیلے اکیلے جگنو چمکتے بجھتے دیکھے لیکن یہ عجیب کائنات ہے خدا کی کہ ان سب نے ایک دوسرے سے ہم آہنگی سیکھ لی ہے اور پھر اُس نے مزید جب اُن پر غور کیا تو اُس نے یہ

بات معلوم کی کہ نر جب چمکنے کے ذریعے مادہ کو پیغام بھیجتا ہے اگر مادہ اُس کا جواب دینا چاہے اور اپنی طرف بلانا چاہے تو یونہی اتفاقاً ایک طبعی ردّ عمل کے طور پر وہ نہیں چمکے گی بلکہ بعینہٖ دو سیکنڈ انتظار کے بعد آدھے سیکنڈ کے لئے چمکے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاں میں تیار ہوں تم سے تعلق قائم کرنے کے لئے میری طرف آ جاؤ۔ چنانچہ اُس نے روشنی سے یعنی ٹارچ کے ذریعے یہ کر کے دکھایا۔ جگنو چمکے تو اُس کے پورے دو سیکنڈ کے بعد اُس نے ہاتھ پر تھوڑی سی ٹارچ روشن کی اور آدھا سیکنڈ صرف روشن کی اور اُڑتا ہوا ایک جگنو وہاں پہنچ گیا لیکن یہ جو اتنی سی بات اُس نے حاصل کی ہے اس کے لئے سالہا سال کی اُس کو محنت کرنا پڑی ہوگی، غور کرنا پڑا ہوگا اور ایک چھوٹا سا علم اُس کو حاصل ہو گیا جسے اُس نے سائنسی طور پر ثابت بھی کر دیا۔

مجھے یاد ہے جب میں ایک دفعہ بنگلہ دیش گیا تو خیال تھا سُندر بن میں نئی نئی جماعتیں قائم ہو رہی تھیں اس لئے سندر بن بھی جانا چاہئے چنانچہ یہی نظارہ پہلی مرتبہ میں نے سندر بن میں دیکھا تھا اور مجھے علم نہیں تھا کہ ملائیشیا میں بھی ایسا ہوتا ہوگا اور آج تک مجھے یاد ہے اُس کی کیفیت۔ یاد تو ہے لیکن ناقابلِ بیان ہے۔ جب آپ خود یہ نظارہ دیکھیں کہ دور تک میل ہا میل تک سارے درخت جگنوؤں سے بھرے ہوئے ہیں سارے بیک وقت بجھتے بیک وقت جلتے ہیں اور کوئی انسانی روشنیوں کا کھیل اس سے زیادہ دل کو متاثر نہیں کر سکتا لیکن ملائیشیا کا مجھے تو علم نہیں مگر بنگلہ دیش میں سندر بن میں ایک مزید بات اَور بھی تھی کہ (وہ اُن کا نام مجھے یاد نہیں جھینگر قسم کی چیزیں ہیں جو درختوں کے اوپر آوازیں نکالتے ہیں خاص قسم کی کرچ کرچ کی سی آوازیں بھی نکالا کرتی ہیں) لیکن جو بنگلہ دیش میں آوازیں تھیں وہ گھنٹیوں سے مشابہ تھیں اور بعد میں مجھے علم ہوا کہ ایک ایسا Insect حشرات الارض میں سے ایک قسم ایسی ہے جس کا نام ہی اُنہوں نے گھنٹی والا رکھا ہوا ہے۔ تو یوں لگتا تھا گھنٹی بجی ہے تو وہ روشنیاں یک دفعہ جلتی اور یک دفعہ بجھتی تھیں اور ادھر یہ گھنٹیاں یک دفعہ چلتی اور یک دفعہ ختم ہو جاتی تھیں اور ان کی ٹن ٹن ٹن ٹن کی آواز اس رات کے وقت حیرت انگیز ایک کیفیت، ایک حیرت انگیز اثر پیدا کرنے والا تجربہ تھا جس پر میں غور کرتا رہا اور حیران تھا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے مختلف جگہوں میں کیا کیا حسن پھیلا رکھا ہے اور اپنے کیسے کیسے جلوے دکھاتا ہے اور اُس کو کوئی پرواہ نہیں کہ باہر سے دنیا آتی ہے دیکھتی ہے، نہیں دیکھتی، ان لوگوں کو بھی کوئی سمجھ آتی ہے کہ نہیں آتی مگر وہ سارے جگنو

ایک دم سے جلتے تھے اور ایک دم سے کیوں بجھتے تھے۔اگر مادہ کی تلاش تھی تو عام طور پر جانوروں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ مادہ کے لئے وہ الگ ہو کر باقیوں سے بچ کر ایسے اشارے دیتے ہیں تا کہ دوسرے رقیب نہ اُن تک پہنچ جائیں مگر وہاں یہ نظارہ نہیں تھا۔پس David Attenbrough کی فلم میں جب میں نے دیکھا تو مجھے وہ یاد آ گیا۔

یہ ایک طریق ہے تسبیح کا۔خدا تعالیٰ کی تسبیح دنیا میں ہر چیز کر رہی ہے۔ کچھ آوازوں کے ذریعے، کچھ روشنی کے ذریعے، کچھ سجدہ ریز ہو کر، کچھ لہکتے ہوئے۔ ہزار ہا مخلوقات کی قسمیں یا ان گنت کہنا چاہئے یا ہزار ہا تسبیح کی قسمیں یا انگنت کہنا چاہئے دنیا میں موجود ہیں لیکن ہم غافل آنکھوں سے اُن کو دیکھ کر گزر جاتے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے خالق نے کیسی کیسی حسین چیزیں تخلیق فرما رکھی ہیں۔

روشنیوں کے سلسلے میں مجھے یاد ہے وہاں ہی رات کے وقت کشتی میں سفر کا موقع ملا تو ایسی مچھلیاں ہمارے ساتھ ساتھ دوڑتی تھیں جو چاندی کی طرح چمک رہی تھیں اور پہلی مرتبہ مجھے یہ اتفاق ہوا تھا کہ ایسی مچھلی دیکھوں جو چاندی کی طرح چمکتی ہو لگتا تھا کہ باقاعدہ چاندی کی بنی ہوئی مچھلیاں ہیں جو کوندے مار رہی ہیں ساتھ ساتھ اور سطح کے قریب آ کر کشتی کی پیروی کرتی ہوئی۔David Attenbrough نے فلم میں نہ صرف فضا میں چمکنے والے حشرات الارض کی تصویریں کھینچی ہیں مختلف قسم کی صرف جگنوؤں کی نہیں بلکہ زمین پر چلنے والوں کی بھی کھینچی ہیں اور سمندر میں ڈوبے ہوؤں کی بھی کھینچی ہیں اور وہ بتاتا ہے کہ نہ جوّ اس حیرت انگیز جلوہ آرائی سے خالی ہے نہ خشکی پر چلنے والے جانور اس سے خالی ہیں نہ سمندر کے اندر بسنے والے اس سے خالی ہیں۔ چنانچہ سمندر میں جب وہ جا کر دکھاتا ہے تو سطح پر یعنی سطح کے قریب رہنے والی مچھلیاں اور اس قسم کے جانور رات کے وقت جب ایک دوسرے سے روشنیوں کے ذریعے باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور بہت ہی خوبصورت نظارے پیدا ہوتے ہیں لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز جو David Attenbrough نے بھی محسوس کی اور ہر دیکھنے والا محسوس کرتا ہے یہ وہ ہے کہ سمندر کی تہہ میں اتنی گہرائی پر جہاں سمندر کے پانی کا بوجھ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ فضا کے اندر جو بوجھ ہے جس میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں اُس سے پچاس گنا سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔یعنی اتنا بوجھ ہے کہ اگر ایک انسان بغیر کسی مشینی سہارے کے، بغیر خاص قسم کے خود پہنے ہوئے نیچے چلا جائے تو اُس

بوجھ سے پچک کر اس طرح چپک کے وہ پھیل جائے اور بکھر جائے جس طرح اُس کے اوپر کئی ٹن وزن ڈال دیا جائے۔ شاید اُس سے بھی زیادہ وزن ہو کیونکہ پچاس گنا فضائی وزن سے زیادہ وزن ہو جاتا ہے نیچے جا کر۔ وہاں David Attenbrough یہ تمہید قائم کرتا ہے کہ میں جب خاص قسم کی کشتی میں بیٹھ کر کیمرے وغیرہ لے کر نیچے گیا تو اوّل تو یہ بھی نہیں سوچ سکتا تھا انسان کہ اس نے اتنے حیرت انگیز دباؤ کے نیچے کوئی زندگی پل سکتی ہے لیکن مزید حیرت اس بات پر ہے کہ وہاں روشنی کا کوئی اشارہ بھی نہیں پہنچتا، نور کی کوئی ایک اُچٹتی ہوئی کرن بھی وہاں داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ اُوپر کی سطح کا پانی اُس کو جذب کر لیتا ہے اور مکمل تاریکی کا اگر کہیں کوئی تصور ہے تو وہ نیچے ہے۔ کلیۃً بالکل ایک تاریک دنیا ہے۔ کہتا ہے وہاں جب نیچے پہنچے یعنی دکھاتا ہے وہ فلم تو وہاں ہمیں ایسی حیرت انگیز مچھلیاں دکھائی دیں، ہر قسم کے مختلف جانور چلتے پھرتے دکھائی دیئے جن کا آپس میں گفتگو کا ذریعہ روشنی تھا۔

پس اُس انتہائی اندھیرے میں بھی خدا نے مخلوق کو روشنی کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو کرنے کا سلیقہ سکھایا ہوا ہے اور ملکہ عطا کر رکھا ہے۔ اُن کو وہ اعضاء عطا کر دیئے ہیں جن کا بنانا آج کے سائنسدان کے بھی اختیار میں بھی نہیں کہ اس طرح اُس کو بنا کر اُن کے جانوروں کے اندر رکھ دے اور وہ ایسے حیرت انگیز طریق پر کارفرما ہوں کہ اُس کو سمجھنا بھی انسان کے لئے ایک امر محال ہے یعنی اُس مسئلے کو حل نہیں کر سکتا۔ وہ جو ٹارچیں نیچے خدا نے بنا رکھی ہوئی ہیں مختلف قسم کی مچھلیوں کے لئے وہ ہمارے جس طرح بلب تعلق رکھتے ہیں بٹنوں کے ساتھ مرضی سے جلائے بجھائے جا سکتے ہیں اسی طرح جانوروں کی مرضی پر وہ روشنیاں ہیں، از خود طبعی طور پر نہیں جلتیں بلکہ جانوروں کی مرضی ہے جب چاہیں روشن کر لیں جب چاہیں بجھا دیں اور اتنے خوبصورت رنگ ہیں کہ بعض مچھلیاں جب اکٹھے اپنے سارے رنگ ظاہر کرتی ہیں تو کوئی آگ کا کھیل جو آپ نے دنیا میں دیکھا ہوگا اُس کا مقابلہ نہیں کرتا۔ حد سے زیادہ خوبصورت مناظر پیدا ہوتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اتنا مکمل اختیار دے دیا گیا ہے اُن کو کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے ایک طرف کے آدھے جسم کو روشن کریں، اگر چاہیں تو دوسری طرف کے آدھے جسم کو روشن کریں۔ چنانچہ وہ دوستوں کا جوڑا جو یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگوں کو پتا چلے کہ ہم دوستی کر کے اکٹھے پھر رہے ہیں اُن کی تصویر اُس نے اس طرح لی ہوئی ہے کہ اُن کا وہ پہلو جو ایک دوسرے کی طرف ہے وہ خوبصورت اور چمک رہا ہے اور دوسرا پہلو بالکل تاریک ہے

اور اگر ان کا رُخ بدل جائے تو دوسرا جو ایک دوسرے کے سامنے پہلے آئے گا وہ روشن ہو جائے گا اور جو دوسری طرف چلا جائے گا وہ بجھ جائے گا اور اُن کے اندر چھوٹے چھوٹے قمقمے سے بھی لگے ہوئے ہیں مختلف شکلوں میں جب چاہیں وہ اُن کو روشن کر لیں تو روشنیوں کے ذریعے گفت وشنید کا ایک نظام خدا تعالیٰ نے قائم کر رکھا ہے اور وہ صرف مذکر اور مؤنث کے درمیان گفت وشنید کا ذریعہ نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کو مختلف حالتوں میں مختلف کیفیات بتانے کے لئے روشنیوں کے ذریعے پیغام بھیجتے ہیں لیکن ابھی پوری طرح اُن کے حالات کو انسان سمجھ نہیں سکا۔

اوّل تو یہ کہ بہت مشکل کام ہے دوسرا یہ کہ سائنسدانوں کا جب ایک طرف دماغ چل پڑے تو عادت پڑ جاتی ہے ہر بات کا وہی نتیجہ نکالتے ہیں۔ اتنی سی بات سمجھ آ گئی کہ مرد اور عورت میں آپس میں تعلق ہوتا ہے تو ہر اشارے کا یہ مطلب نکالنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی کائنات وسیع ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ:۲۵۶) وہ تو خدا کی کسی چیز کے ایک چھوٹے سے پہلو کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ إِلَّا بِمَا شَآءَ جس کی خدا توفیق بخشے، جتنا چاہے ان کو علم عطا فرما دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب ہمیں یہ بتایا کہ تم کائنات میں خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور کیا کرو۔ اگر لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ہو۔ فرمایا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ہی نہیں کرتے ہیں۔ صاحبِ علم اور عقل غور کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کائنات کیسے بنائی ہے، کیا کیا نظام اُس میں رکھے ہوئے ہیں، کس طرح خدا تعالیٰ کی صفات اس کائنات میں جلوہ گری کرتی ہیں؟ اور جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو اُس سے ذکر الٰہی پیدا ہوتا ہے اور یہی عقل کی تعریف ہے۔ نہ اکیلا ذکر الٰہی کوئی معنی رکھتا ہے جس میں عقل شامل نہ ہو۔ آنکھیں بند کر کے آپ کسی کی تعریف کرتے رہیں آپ کو پتا ہی نہ ہو کہ تعریف کس چیز کی کر رہے ہیں اُس کو ذکر کہنا ہی حماقت ہے اور چیز دیکھ رہے ہیں مگر تعریف پیدا نہیں ہو رہی، صاحبِ حمد کی طرف ذہن نہیں جا رہا یہ بھی ایک اندھا پن ہے تو عقل کی نشانی یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں امتزاج ہو جائے، یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور پھر خدا تعالیٰ کی عجیب شان آپ کو ہر جگہ دنیا میں پھیلی ہوئی دکھائی دے گی جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا ہے: تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۗ کہ دیکھو اُسی کی تعریف کر رہے ہیں سارے آسمان یعنی

سات آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے اور کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد اور تسبیح میں مصروف نہ ہو مگر تم سمجھتے نہیں۔ پھر آوازوں کے ذریعے جو ایک دوسرے سے جانور باتیں کرتے ہیں اُن کے متعلق ہمیں اتنا تو علم ہے کہ ہم یعنی انسان ایک دوسرے سے اس طرح باتیں کرتے ہیں لیکن جانوروں کے متعلق ہم یہی سمجھتے ہیں کہ صرف ایک دو ایسے اشارے ہیں خوف کے یا حرص کے جو وہ اپنی چیخوں کے ذریعے یا بے ہنگم آوازوں کے ذریعے ایک دوسرے کو سمجھانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جب جانوروں کی زندگی پر تحقیق کی جائے اور ان کی آوازوں کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بہت کچھ اور بھی معلوم ہونے لگتا ہے۔

آجکل کے زمانے میں سائنسدانوں نے اس علم کی طرف توجہ کی ہے اور معلوم کرنا شروع کیا ہے کہ پرندے جب آوازیں نکالتے ہیں تو کیا صرف خوف کی آواز ہی ہے یا کچھ اور بھی باتیں ہیں۔ چنانچہ اُن کو پتا چلا کہ صرف خوف کی یا اُمید کی باتیں نہیں بلکہ اَور بھی اشارے اپنی آوازوں میں وہ کرتے ہیں لیکن چونکہ ہمارے سُننے کی جو Wavelengths ہیں یعنی ارتعاش کے اندر کتنی مرتبہ اونچ نیچ پیدا ہوتی ہے آواز کے ارتعاش میں اُس کو Wavelengths کہتے ہیں۔ ایک ارتعاش اور دوسرے ارتعاش کی پیک (Peak) کے درمیان آپس میں کیا فاصلہ ہے۔ بہر حال یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کی مجھے اُردو نہیں آ رہی تو میں Wavelengths کے طور پر آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ آواز کو سُننے کا خدا تعالیٰ نے ہمارا ایک دائرہ مقرر فرما دیا ہے اُس دائرے سے کم Wavelengths کی آوازوں کو ہم نہیں سُن سکتے اُس دائرے سے آگے بڑھی ہوئی Wavelengths کی آوازوں کو ہم نہیں سُن سکتے اور جانور اس سے بہت زیادہ سُنتے ہیں اور بہت کم بھی سُنتے ہیں۔ اس لئے اوّل تو وہ جو آوازیں ہمیں اُن کی آتی ہیں اُن سے زیادہ کچھ باتیں وہ کر رہے ہوتے ہیں جن کا ہمیں پتا ہی نہیں اور مختلف جانوروں کے لئے مختلف سمت میں خدا تعالیٰ نے انسان پر برتری عطا کی ہوئی ہے۔ بعض کم Wavelengths کی آوازیں سُنتے ہیں بعض زیادہ کی آوازیں سُنتے ہیں مگر جو کچھ آوازیں وہ نکالتے ہیں اُن میں بہت کچھ مضامین بھی بیان ہو رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں جب ہم نے بچپن میں پہلی مرتبہ یہ پڑھا کہ حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی اور جانوروں کی زبان سکھائی گئی تھی تو حیرت بھی ہوتی تھی اور ذہن زیادہ اُن پریوں، جنوں کی کہانیوں

کی طرف منتقل ہو جایا کرتا تھا جن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ انسانوں کی طرح باقاعدہ باتیں کر کے ایک دوسرے کو اپنا مضمون سمجھاتے ہیں لیکن بعد میں جب سائنس کی مدد سے ان باتوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی غیر معمولی حکمت عطا کی تھی اور وہ ان جانوروں کی آوازوں کو محض لغو نہیں سمجھا کرتے تھے مہمل نہیں سمجھا کرتے تھے بلکہ ان پر غور فرمایا کرتے تھے۔ اور غور فرمانے کے نتیجے میں اُن پر بہت سے ایسے مضامین روشن ہو جاتے تھے جو عام آدمی پر روشن نہیں ہوتے۔ طیور کے اور بھی معانی ہیں جو تفاسیر میں ملتے ہیں لیکن ظاہری طور پر اگر معنے کئے جائیں تو یہی معنے بنتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ ایک بہت ہی غیر معمولی حکمت رکھنے والے نبی تھے جن کو خدا تعالیٰ نے عام نبوت کی باتوں کے علاوہ بھی بہت سی حکمت کی باتیں بتائی تھیں اور اُن میں ایک اُن کا یہ شوق بھی تھا کہ جانوروں کے اشاروں سے اُن کی حرکتوں سے، اُن کی آوازوں سے معلوم کریں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اس مضمون پر بھی David Attenbrough نے ایک بہت ہی دلچسپ فلم بنائی ہے یا ایک سے زائد بنائی ہوں گی۔ مجھے ایک دفعہ ایک دیکھنے کا موقعہ ملا اور اُس سے پتا چلتا ہے کہ پرندوں کی جو آوازیں ہیں وہ صرف آپس میں ایک ہی جنس کے پرندے نہیں سمجھتے بلکہ دوسری جنس کے پرندے بھی سمجھتے ہیں اور جب یہ خاص وقتوں میں خاص پیغام دینا چاہتے ہیں تو سارا جنگل اُن آوازوں سے گونج رہا ہوتا ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ اب اس نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سُنے گا اور کون سمجھے گا لیکن اُس نے بڑے گہرے غور سے معلوم کیا کہ وہ جانور جو اپنی آواز دور تک دوسرے اپنے ہم جنسوں کو پہنچانا چاہتے ہیں وہ اس آواز کے ہنگامے میں ان وقفوں کی تلاش کرتے ہیں جب دوسروں کی آوازیں بند ہوتی ہیں چنانچہ عین اُس وقت جبکہ دوسری بڑی آوازیں جو اُن کی آواز کو ڈبوتی ہیں وہ رکتی ہیں تو ایکدم پھر یہ اپنی چیخ چلاتے ہیں اور اس سلسلے میں اور بھی بہت سی اُس نے دلچسپ باتیں دریافت کیں تو پتا چلا کہ باقاعدہ ردم (Rythem) ہیں باقاعدہ آپس میں جس طرح ریڈیو سٹیشنز نے آپس میں Wavelengths آلاٹ کی ہوئی ہوتی ہیں کہ اس Wavelengths پر ہم پیغام بھیجیں گے، اس پر تم بھیجو تا کہ مل جل نہ جائیں اُسی طرح جانوروں کی آوازوں کی Wavelengths اُن کی پچیں (Pitches) اُن کی بہت سی اَور چیزیں اُن کو ایک دوسرے سے مختلف بھی کر دیتی ہیں اور آوازوں کے ایک شور میں جہاں بظاہر تو یوں

معلوم ہوتا ہے کہ ہر آواز ایک دوسرے سے مل گئی ہے وہاں ان کی آوازیں اپنی خاص ادا کے ساتھ، اپنی خاص خصوصیت کے ساتھ ان کے ہم جنسوں کو پہنچ رہی ہوتی ہیں۔ پس بعض دفعہ وقفہ سے فائدہ اُٹھا کر، بعض دفعہ آواز کی قسموں کی صلاحیت کی بناء پر یہ بے انتہاء شور میں بھی ایک دوسرے سے گفت وشنید کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اُس کے ساتھ پھر بعض پرندے بعض دوسری آوازوں کو ساتھ شامل بھی کر لیتے ہیں چنانچہ ایک افریقہ نہیں کسی اَور ملک غالباً ساؤتھ افریقہ کا ہے ایک خاص قسم کا طوطا ہے وہ جب ایک درخت پر قبضہ جماتا ہے اور یہ اعلان کرنا چاہتا ہے کہ یہ درخت میرا ہو گیا ہے اور کوئی طوطا اِدھر اب نہ آئے تو نہ صرف یہ کہ وہ خاص قسم کی آوازیں نکالتا ہے بلکہ ایک لکڑی توڑ کر ڈھول کی طرح درخت کے ساتھ بجاتا بھی ہے اور اُس میں ایک (Rythem) ہے، اُس میں ایک نغمگی پائی جاتی ہے یوں ہی بے ہنگم طریق پر نہیں مارتا بلکہ اپنی آواز کے ساتھ ملا کر گویا ڈھول بھی بج رہا ہے اور اعلان بھی ساتھ ساتھ ہو رہا ہے کہ اس درخت پر میں نے قبضہ کر لیا ہے اب کوئی نہیں آئے گا۔

پھر سمندر کے اندر جو مختلف آوازیں پیدا ہو رہی ہیں وہ اگر باہر اُسی قوت کے ساتھ سنائی دینے لگیں تو انسان کی زندگی حرام ہو جائے۔ ایک دفعہ سان فرانسسکو میں بعض لوگوں نے جو بہت بڑے بڑے امیر تھے اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم ہاؤس بوٹ (House Boat) میں رہا کریں زیادہ مزہ آئے گا یعنی جس طرح کشمیر میں رواج ہے کہ ڈل جھیل میں کشتیوں کے گھر بنے ہوئے ہوتے ہیں اُس کو ہاؤس بوٹ کہتے ہیں۔ اُنہوں نے بہت ہی عظیم الشان اور عیاشی کے تمام سامانوں سے مرصع کر کے ایسے کشتیوں کے گھر بنائے اور اُن میں رہنے لگے۔ اُن کو چین نصیب نہ ہوا کیونکہ ساری رات اتنی خوفناک آوازیں آتی تھیں کہ دل دہل جاتے تھے اور آوازوں کی قسمیں ایسی تھیں جس سے وہ سمجھتے تھے کہ شاید بجلی والوں نے جو کیبلز بچھائی ہیں اُن سے مقناطیسی لہریں اُٹھتی ہیں جو بعض دوسروں سے ٹکرا کر یہ آواز پیدا کرتی ہیں، بعضوں کا خیال تھا کہ سیورج والوں نے اس طریق پر گندا پانی قریب سے گزارا ہے کہ اُس سے یہ گونج پیدا ہو رہی ہے چنانچہ مختلف مقدمے بن گئے۔ کوئی بجلی کی کمپنی پہ بن گیا، کوئی کمیٹی پہ بن گیا کہ تم نے سیورج غلط طریقے سے گزارا ہے اُس سے ہماری نیند حرام ہو گئی ہے۔ یہ ابھی مقدمے چل ہی رہے تھے کہ ایک سائنسدان نے تحقیق کی اور اُس نے اُس کی وجہ معلوم کر لی۔ اُس علاقے میں ایک خاص قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جو سارا دن خاموش رہتی ہے اور

ساری رات آوازیں نکالتی ہے اور اُن آوازوں کے ذریعے مچھلیاں ایک دوسرے کو رات کو پیغام دے رہی ہوتی ہیں کہ ہم یہاں ہیں یہاں آجاؤ۔ چنانچہ اُس نے اُسی قسم کی آواز ریکارڈ کی یعنی خود بنا کر اور سمندر کے اندر ایک لاؤڈ سپیکر جس پر پانی اثر نہیں کرتا تھا وہ لٹکایا اور کیمرے مقرر کئے جو اُس کی تصویریں کھینچیں۔ جب وہ وہی آواز نکالتا تھا تو اُس لاؤڈ سپیکر کے گرد بڑی تیزی کے ساتھ وہ مچھلیاں حملہ کر کے آتی تھیں اور اُس وقت پتا چلا کہ یہ ہیں آواز نکالنے والی مچھلیاں۔ سمندر کے اندر وہ آواز بہت ہی زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہے لیکن وہ اتنی قوی آواز تھی کہ سمندر سے باہر بھی سنائی دیتی تھی۔ یہ عام طور پر نہیں ہوتا لیکن سمندر کے اندر تو بعض مچھلیوں کی آوازیں اتنی طاقت کے ساتھ حرکت کرتی ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے تین تین سو میل دور باتیں کر لیتی ہیں۔ چنانچہ اب باقاعدہ سائنسدانوں نے یہ تحقیق کر کے عملاً تین تین سو میل بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی زیادہ دور اُن مچھلیوں کی آوازیں پکڑی ہیں اور ان کو حل کیا ہے اور معلوم کیا ہے کہ یہ پیغام اس طرح بھیجتی ہیں۔ تو سمندر کے نیچے بھی پھر وہ David Attenborough چلا جاتا ہے آوازوں کے آلوں کے ساتھ اور وہاں خدا کی ایک عجیب کائنات دکھائی دیتی ہے۔ اس قدر شور برپا ہے، اس قدر ہنگامہ ہے کہ بظاہر ہمارے کان کچھ بھی نہیں سُن رہے، کوئی آواز بھی نہیں آرہی لیکن سمندر کی دنیا اس طرح بول رہی ہے، اس طرح باتیں کر رہی ہے کہ جس طرح ہمارے ہاں کہتے ہیں نا مچھلی ہٹے میں چلے جاؤ، شور و غل برپا ہوا ہوتا ہے کچھ سمجھ نہیں آتی کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے اگر اُن سب کی آوازیں انسان سمجھنے لگے اور انسان سُننے لگ جائے تو سمجھنا تو درکنار اس کے کان کے پردے پھٹ جائیں یہ اتنی طاقتور آوازیں ہیں کہ انسان اُن کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

پس اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ ہم نے کانوں پر پردے ڈالے ہیں جن کو تم دیکھتے نہیں ہو، دیکھ سکتے نہیں ہو امر واقعہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے پردے بنا رکھے ہیں یعنی ظاہری دنیا میں بھی وہ پردے بنے ہوئے ہیں جن کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ Wavelengths بدلنے کے نتیجے میں ایک پردہ بن گیا۔ آپ خاص قسم کی آوازیں سنتے ہیں، بعض دوسری قسم کی آوازیں سُن ہی نہیں سکتے ورنہ اگر سُنتے تو اپنی آوازیں سننے کے بھی اہل نہ رہتے اس قدر طاقتور آوازیں ہیں اتنا زبردست شور ہے کہ پردوں کے پرخچے اُڑ جائیں۔ پس خدا تعالیٰ نے پردے رکھے ہوئے ہیں حفاظت کی خاطر لیکن

بدنصیب لوگ وہ ہیں جو ان پردوں کے نتیجے میں حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو پردے بنائے ہیں وہ خاص مقاصد کے لئے بنائے ہیں۔ اب روحانی دنیا میں بھی جب ہم پردوں کی بات کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قائم کئے ہوئے پردے کچھ مصالح رکھتے ہیں لیکن بدنصیب لوگ اُن پردوں کے نتیجے میں حق بات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پردے اس لئے خدا تعالیٰ نے عطا کئے انسان کوتا کہ گندی باتوں سے بچے، لغو باتوں سے بچے۔ وہ اُن چیزوں سے بچے جو خدا سے دور لے جاتی ہیں۔ یہ تھا استعمال پردے بنانے کی یہ حکمت تھی اس لئے بنایا تو خدا ہی نے ہے مگر انسان جب چیزوں کے غلط استعمال کرنے لگتا ہے تو وہ چیز جو فائدے کی خاطر بنائی جاتی ہے وہ نقصان کا موجب بن جاتی ہے۔ جہاں بھی آپ یہ پڑھتے ہیں کہ ہم نے ایسا کیا، ہم نے پردے بنائے، ہم نے خاص فاصلے حائل کئے روکیں پیدا کیں تو نعوذ باللہ اُس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شر پہنچانے کے لئے ایسا کیا۔ مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون نے بعض مصلحتوں کی وجہ سے بعض چیزیں بنا رکھی ہیں، بعض روکیں پیدا کرنے کی صلاحیت انسان کو بخشی ہے۔ آنکھیں بند کر سکتا ہے۔ یہ بھی اس کی ایک نعمت ہے اگر انسان آنکھیں بند نہ کر سکتا تو اُس کا نظام عصبی تباہ و برباد ہو جاتا۔ نیند نہیں آسکتی تھی اُس کو اور ہر وقت کی آنکھیں کھلی ہوئی تو ایک عذاب ہے۔ اب دیکھیں آنکھیں بند کرنا ایک نعمت کے طور پر دیا گیا تھا مگر آپ اگر روشنیوں سے آنکھیں بند کر لیں اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے پھریں اور مصیبت میں مبتلا رہیں تو معمولی روزمرہ کی زندگی آپ کے لئے عذاب بن سکتی ہے۔ ایک دفعہ ہم نے سیر کرتے ہوئے مقابلہ کیا کہ آنکھیں بند کر کے کون سیدھا چل سکتا ہے تو آنکھیں بند کر کے اوّل تو چلنا ہی بڑا مشکل ہے، بہت بڑی مصیبت ہے۔ آدمی کا بیلنس بگڑ جاتا ہے۔ دوسرے رُخ کا پتا ہی نہیں چلتا۔ چنانچہ جب میں اور میری بچیاں ساتھ تھیں ہم نے کہا ہم آنکھیں بند کر کے سیدھا چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے کہا جب میں آواز دوں گا ''ہاں'' تو اُس وقت آنکھیں کھولنا۔ جب میں نے آواز دی تو کوئی کسی طرف نکلا ہوا تھا، کوئی کسی طرف نکلا ہوا تھا اور کوئی اُس سے پہلے ہی کسی جگہ ٹھوکر کھا کر سفر بند کر چکا تھا۔ اب آنکھیں بند کرنا ایک نعمت ہے مگر غلط جگہ آنکھیں بند کرنا تو نعمت نہیں وہ تو ایک مصیبت بن جاتی ہے روزمرہ کی زندگی انسان نہیں گزار سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے پردے بنا رکھے ہیں جو خاص مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں

مگر یہ بدنصیب ایسے ہیں کہ پردے غلط جگہوں پہ استعمال کرتے ہیں۔ بعض پہلوؤں سے وہ تیز نظر رکھتے ہیں، بعض پہلوؤں سے کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

بدنصیبی سے ایسے پردے بعض مسلمان علماء کی آنکھوں پر بھی ہیں بعض چیزیں وہ نہیں دیکھ سکتے اور عجیب حالت ہے کہ جس قرآن کریم نے یہ عظیم راز ہمیں سمجھائے۔ ایسے عظیم راز جو دنیا کی اَور کسی کتاب میں نہیں ملتے وہ مسلمان خدا کی کائنات کی تخلیق پر غور کرنے سے عاری رہے۔ ایک دور تھا چند سو سال کا یعنی بغداد میں جب اسلامی مملکت کا مرکز تھا جس میں سائنسدانوں نے بڑی ترقی کی ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر وہ ماضی کی بات بن چکی ہے۔ اب ان چیزوں پر غور کے لئے مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور غیر کھولتے ہیں لیکن مسلمان ذکر کی طرف تو بہرحال مائل ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ذکر کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ کسی نے آنکھ پر ایک پردہ گرا رکھا ہے کسی نے دوسرا پردہ گرا رکھا ہے اور جہاں تک دلوں کی کیفیت کا تعلق ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دلوں پر تو ہم نے کئی قسم کے پردے بنا رکھے ہیں۔ ایک نہیں بہت سے پردے ہیں جو حائل ہو جاتے ہیں۔

یہ جو مضمون ہے اس سے متعلق میں پھر انشاء اللہ کسی وقت بیان کروں گا اب وقت زیادہ ہو رہا ہے اب دوسری آیت کی طرف آکر آپ کو مختصراً اس کا پہلی آیت سے تعلق بنا کر دکھاتا ہوں یعنی تعلق تو ہے لیکن دکھانا چاہئے کہ کیا تعلق ہے۔

معاً اس مضمون کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے یعنی بظاہر چھوڑ کر وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۶﴾

اے محمد ﷺ! اسی طرح ہم نے تیرے اور اُن لوگوں کے درمیان بھی جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے نہ دکھائی دینے والے پردے بنا رکھے ہیں۔ جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ قرآن ذکر ہے مراد یہ ہے کہ جب تو ذکر الٰہی کرتا ہے اُس قرآن کے ذریعے جو خدا نے تجھے عطا کیا ہے تو تُو لذتوں کی دنیا میں کھو یا جاتا ہے۔ کلیۃً خود فراموش ہو جاتا ہے لیکن یہ جو لوگ سُن رہے ہیں ان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی ہوتی۔ ہم نے ایسے پردے بنا رکھے ہیں گویا ان کی سُننے کی Wavelength ہی اَور ہے اور عملاً روحانی دنیا میں مختلف Wavelengths ہیں۔ مختلف قسموں کی آوازیں ہیں جو صاحبِ عرفان سمجھ سکتے ہیں اور جن کو عرفان نصیب نہ ہو وہ نہیں سمجھ سکتے۔ تو دیکھئے قرآن کریم میں ان

دو انتہاؤں کو کس طرح چھوٹی سی آیات میں بیان فرما دیا۔ ایک طرف انسان کی یہ بدنصیبی اُس کو دکھائی کہ ہر چیز تسبیح کر رہی ہے۔ تم سے نیچے جتنی مخلوقات ہیں وہ سب تسبیح اور حمد میں مصروف ہیں مگر تمہیں دیکھنے کے باوجود اُن کی تسبیح سُنائی نہیں دیتی اور سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کس طرح کر رہے ہیں اور خود تم اپنی ذات میں بھی تسبیح اور حمد سے ایسے غافل ہو گئے ہو کہ جب خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والا ایسا آیا جو سب دنیا میں حمد بیان کرنے والوں سے آگے بڑھ گیا۔ جب خدا تعالیٰ کی تسبیح کرنے والا ایسا وجود ظاہر ہوا کہ اُس جیسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا تھا نہ آئندہ پیدا ہو سکتا ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ۔ جس کے متعلق فرمایا کہ ذِكْرًا رَّسُولًا (الطلاق:۱۱،۱۲) وہ مجسم ذکرِ الٰہی ہے۔ تم اُس کی باتوں سے کھلا کھلا ذکرِ الٰہی سُنتے ہو اور تب بھی تمہارے اور اُس کے درمیان پردے پڑے ہوئے ہیں۔

پس اس صورت میں کائنات میں سب سے زیادہ اندھا جانور انسان بن جاتا ہے نہ خود تسبیح اور حمد کا سلیقہ اور نہ دوسروں کو دیکھ کر وہ کچھ سیکھتا ہے اور اُن کی سمجھ بھی نہیں آتی۔ ساری کائنات بھری ہوئی ہے خدا کی حمد اور تسبیح کرنے والوں سے۔ اُن کی آوازیں سُنائی دے رہی ہیں، اُن کی روشنیاں جل رہی ہیں اور عجیب مناظر ہیں جو تمام دنیا میں کائنات میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ ہواؤں میں بھی ہیں، خشکی کے اوپر بھی، زمین پر چلنے والوں میں بھی اور سمندر کی گہرائیوں تک بھی ہیں اور دن رات وہ جلوہ افروزیاں ہو رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے جلوے ظاہر ہو رہے ہیں مختلف شکلوں میں مگر دیکھنے والے کو بھی دکھائی نہیں دے رہا، سُننے والے کو بھی سنائی نہیں دے رہا اور پھر ایسے اندھے اور غافل ہو جاتے ہیں جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ان پر ذکرِ الٰہی پڑھتے ہیں ان کے اور اُن کے درمیان ایک پردہ آ جاتا ہے اور کچھ سمجھ نہیں آتا۔

پس اگر نماز میں لذت پیدا کرنی ہے تو نماز سے باہر ذکرالٰہی کا سلیقہ سیکھیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت:۴۶) کا ایک یہ بھی معنٰی ہے کہ نماز میں تو تم تھوڑی دیر ٹھہرتے ہو لیکن خدا کے ذکر کا مضمون بہت وسیع تر ہے ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور ذکر کو سمجھو تو پھر جب تم نمازوں کی طرف لوٹو گے تو ہر دفعہ آنے میں تمہیں ایک نئے خدا سے شناسائی ہوگی۔ خدا تو وہی ہوگا لیکن اُس کے نئے جلوے دیکھ کر تم آ رہے ہو۔ اس مضمون کو اگر اُس مضمون کے ساتھ ملا لیں جو دل کے اندر اپنے وجود پر اپنے حالات پر غور کرنے کے ذریعے خدا دکھائی دیتا ہے تو اس کو کہتے ہیں اندر اور باہر

دونوں کا روشن ہو جانا۔ صوفیاء جو باتیں کرتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں پتا نہیں کس قسم کی روشنی ہے آناً فاناً مل گئی۔ کہتے ہیں جی ہمارے تو چودہ طبق روشن ہو گئے، ہمارا تو باہر بھی روشن ہو گیا، ہمارا تو اندر بھی روشن ہو گیا۔ یہ کوئی ایسی روشنی نہیں ہے جو اچانک بلب جلا کر اُن کو نصیب ہو جاتی ہے وہ عمر بھر کے ذکرِ الٰہی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی روشنیاں ہیں جو باہر سے بھی دکھائی دیتی ہیں اور اندر سے بھی دکھائی دیتی ہیں اور وہ بڑھتی رہتی ہیں اور اُن کے اندر ایک نئی چمک پیدا ہو جاتی ہے، نئے نئے رنگ ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ پس وہ سمندر کی گہرائیاں بھی جو بعض لوگوں کے لئے تاریک تر ہیں جب بصیرت نصیب ہو تو وہاں بھی روشنیاں جلتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

پس ذکرِ الٰہی کے مضمون کو سمجھیں اور یہی حمد ہے۔ غور کے بعد جب حمد کے ذریعے آپ خدا تعالیٰ سے محبت اور تعلق پیدا کریں گے تو پھر نمازوں میں جب حمد کا لفظ آئے گا اور حمد کے ساتھ وابستہ صفاتِ الٰہی نظر آئیں گی تو اُن میں آپ کو نئے نئے نور دکھائی دینے لگیں گے، نئی نئی روشنیاں نظر آنے لگیں گی، نئے حمد کے ترانے گاتے ہوئے لفظ دکھائی دیں گے اور آپ کی روح بے شمار لذتوں میں ڈوب جائے گی لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر نماز میں کلیۃً تمام تر نظارے ایک ہی دفعہ آپ کو دکھائی دیں۔ عادت ڈالنی پڑے گی رفتہ رفتہ تھوڑی تھوڑی حسبِ توفیق۔ ہر دفعہ جب نماز پڑھیں تو کچھ تو سوچیں خدا کی حمد کی بات جو آپ کے دل پر اُس کیفیت کے وقت زیادہ اثر انداز ہو رہی تھی اور چاہے آدھا منٹ ہے چاہے ایک منٹ ٹھہریں اس مضمون کو ایسے حقیقی حمد کے مضمون سے باندھ کر آگے چلیں جو آپ نے محسوس کیا ہو۔ محض زبان سے ادا نہ کیا جا رہا ہو۔ پس جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتے ہیں تو جتنے نظارے میں نے آپ کو بتائے ہیں یہ ربوبیت ہی کے نظارے ہیں۔ تمام جہانوں کا رب ہے اور کیسی کیسی صنعتیں اُس نے پیدا کر رکھی ہیں اور اُن کا عشر عشیر بھی ہمیں پتا نہیں چلا بلکہ ہزارواں، لاکھواں، کروڑواں حصہ بھی ہم پر ابھی روشن نہیں ہوا لیکن جو کچھ بھی ہم نے دیکھا حیرت انگیز پایا۔ اس طرح آپ کا علم بڑھتا ہے تو خدا کی حمد بڑھتی چلی جاتی ہے اُس کا شعور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر اپنے نفس اور اپنے دل پر غور کریں، اپنی زندگی پر غور کریں روزمرہ کے تجارب پر غور کریں، خدا تعالیٰ کے احسانات پر غور کریں تو جتنا جتنا غور کریں گے اُتنا اُتنا آپ کی نمازیں لذتوں سے بھرنی شروع ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مَیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ایسے عظیم مضامین ہیں کہ جن کا سمجھانا بھی مشکل ہے لیکن یہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ایک ہی علاج ہے اور صرف ایک ہی۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا دروازہ کھول کر ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں یا تیری ہی عبادت کریں گے مگر کس طرح اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھ سے ہی مدد مانگتے ہوئے۔ اگر تیری مدد نصیب نہ ہو تو ہم نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہاں عبادت میں حمد کا مضمون داخل ہے۔ سچی حمد کے بغیر عبادت کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا اور سچی حمد نہ ہو عبادت کے ساتھ تو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حمد کا قبولیتِ دعا سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کو رکوع سے اٹھتے وقت جو کلمہ کہتے ہیں وہ کھول دیتا ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے سمع اللہ لمن حمدہ۔ اللہ اُس کی سنتا ہے جو اُس کی حمد کرتا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں ہمیں یہی تو بتایا گیا تھا کہ خدا سے عرض کرو کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اس لئے تجھے ہی فرماتے ہیں کہ اے خدا! ہماری مدد فرما، ہماری دعا قبول کر لیکن عبادت حمد سے خالی نہیں ہونی چاہئے ورنہ یہ دعا نامقبول ہو جائے گی۔ اس مضمون کو سمع اللہ لمن حمدہ نے کھول دیا کہ اللہ سنتا ضرور ہے اور اُس کی سُنتا ہے جو اُس کی حمد کرتے ہیں۔ حمد کے ذریعے تعلق قائم ہوتا ہے۔

پس خدا سے حمد کا تعلق قائم کریں، اپنی روزمرہ کی زندگی میں یہ تعلق بڑھائیں پھر عبادت میں جب اُس کے حضور حاضر ہوں گے تو آپ کو ہر عبادت کے وقت ایک قریب تر آیا ہوا خدا دکھائی دے گا جس کے بہت سے تعلقات آپ سے قائم ہو جائیں گے۔ جتنی حمد آپ سوچیں گے اتنے ہی محبت کے رابطے خدا تعالیٰ سے بڑھنے شروع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔